اکائی
III

ہندوستانی معیشت کو درپیش موجودہ چیلنج

© NCERT not to be republished

آج ہندوستان کو در پیش سب سے زیادہ چیلنج سے بھرے امور میں غریبی کا خاتمہ، دیہی ہندوستان کی ترقی اور بنیادی ڈھانچے کی تعمیر ہیں۔ ہم آج 1 ارب آبادی والے ملک ہیں اور ہمارا انسانی سرمایہ ہمارے لیے بہت بڑا اثاثہ ہے ،ملک کو صحت وتعلیم میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ ہمیں روزگار کے تصور کو سمجھنے کی بھی ضرورت ہے اور ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ اپنے ملک میں زیادہ سے زیادہ روزگار کی تخلیق کی جائے۔ ہم اپنے ماحول پر ترقی سے ہونے والے اثرات اور تحفظ پسندانہ ترقی کے تقاضوں پر بھی ایک نظر ڈالیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تمام امور کو حل کرنے میں حکومتی اقدامات کا تنقیدی طور پر جائزہ لیا جائے جن میں سے ہر ایک کا جائزہ اس اکائی میں علیحدہ طور پر لیا گیا ہے۔

© NCERT not to be republished

4

5174CH04

غربت

© NCERT not to be republished

اس باب کے مطالعے کے بعد طلبا:

- غربت کی مختلف وجوہات کو سمجھیں گے؟
- غریبی کے تصور سے متعلق مختلف پہلوؤں کو ذہن نشیں کریں گے۔
- غریبی کا اندازہ لگانے کے طریقے کو تنقیدی نظر سے جانچ سمجھ سکیں گے۔
- انسداد غربت کے موجودہ پروگراموں کا جائزہ لینے اور تشخیص کرنے کے اہل ہوں گے۔

کوئی بھی سوسائٹی یقینی طور پر پھل پھول نہیں سکتی اور خوش نہیں رہ سکتی جس کے ارکان کی ایک بڑی تعداد غریب اور بدحال ہو۔

ایڈم اسمتھ

4.1 تعارف

پچھلے ابواب میں آپ نے پچھلی چھے دہائیوں سے ہندوستان نے معاشی پالیسیاں اپنائیں اور مختلف ترقیاتی اشاروں (Indicators) کے تعلق سے ان پالیسیوں کے نتائج کے بارے میں مطالعہ کیا۔ لوگوں کو کم سے کم بنیادی ضرورتیں فراہم کرنا اور غریبی کو کم کرنا آزاد ہندوستان کا ایک بڑا مقصد رہا ہے، ترقی کا جو انداز متواتر پنج سالہ منصوبہ کے لیے ذہن میں رکھا گیا اس میں غریب سے غریب لوگوں کی زیادہ سے زیادہ بہتری کے ذریعہ اونچا اٹھانے (انتیودیا)، اصل دھارے (mainstream) میں غریبوں کو جوڑنے اور سبھی کے لیے کم سے کم معیار زندگی حاصل کرنے پر زیادہ توجہ دی گئی۔

1947 میں دستور ساز اسمبلی سے خطاب کرتے وقت جواہر لعل نہرو نے کہا تھا: ''یہ حصولیابی (آزادی) مواقع کی راہیں کھلنے کے لیے محض ایک قدم ہے ان عظیم کامیابیوں اور حصولیابیوں کے لیے جو کہ ہمارے انتظار میں ہیں ...غربت و جہالت اور بیماری و مواقع کی غیر برابری کا خاتمہ''۔

تاہم، ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ آج ہم کس حال میں ہیں۔ غریبی صرف ہندوستان کے لیے ایک چیلنج نہیں ہے، جہاں کہ دنیا کے پانچویں حصے سے بھی زیادہ غریب رہتے ہیں؛ بلکہ یہ پوری دنیا کے لیے بھی ایک چیلنج ہے جہاں تقریباً 300 ملین لوگ اپنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے اہل نہیں ہیں۔

غریبی کے کئی چہرے ہیں جو مقام اور وقت کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں اور انھیں کئی طرح سے بیان کیا جاتا ہے۔ اکثر و بیشتر صورتوں میں غریبی وہ صورتحال ہے جس سے لوگ بچنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا جہاں، غریبی میں غریب کے لیے کارروائی کیے جانے کی ضرورت ہے وہیں امیروں کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ دنیا میں اس طرح تبدیلی لائیں کہ بیشتر لوگوں کے پاس حسب ضرورت کھانے کو ہو، مناسب رہائش ہو، تعلیم اور صحت تک آسان رسائی ہو، تشدد سے حفاظت ہو اور ان کی کمیونٹیوں میں کیا واقع ہوتا ہے اسے ظاہر کرنے کا حق ہو۔

یہ جاننے کے لیے کہ غریبی گھٹانے میں کیا چیز مددگار ہوتی ہے، کیا کام کیا جاتا ہے اور کیا نہیں، وقت کے ساتھ کیا تبدیلیاں ہوتی ہیں، غریبی کی توضیح، پیمائش اور مطالعہ کیا جاتا ہے اور یہاں تک کہ تجربہ کیا جاتا ہے۔ چونکہ غریبی کے کئی پہلو ہوتے ہیں اس لیے اسے مختلف طرح کے اشاریوں، آمدنی اور صرف کی سطحوں، سماجی اشاریوں اور جوکھموں اور سماجی/ سیاسی رسائی کی ضرر رسانی کے ذریعہ دیکھا جاسکتا ہے۔

4.2 غریب کون ہیں؟

آپ نے غور کیا ہوگا کہ سبھی مقامات اور قرب و جوار میں خواہ دیہی علاقے یا شہری علاقے ہوں ہم میں سے کچھ غریب ہیں

اور کچھ امیر ہیں، انو اور سدھا کی کہانی پڑھیں، ان کی زندگیاں انتہائی صورتوں کی مثالیں ہیں (دیکھیے باکس 4.1)۔ ایسے لوگ بھی ہیں جوان کے درمیان کے متعدد مراحل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ریڑھی (ہاتھ سے ڈھکیلنے کا ٹھیلا) پر سامان بیچنے والے، گلی میں بیٹھنے والے موچی، پھول بیچنے والی عورتیں، ردی چننے والے، فروخت کار اور بھکاری شہری علاقوں میں غریب اور عاجز یا بے دست و پا کی کچھ مثالیں ہیں۔ ان کے پاس معمولی سے اثاثے ہوتے ہیں۔ وہ کچی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں جن کی دیواریں

باکس 4.1 : انو اور سدھا

انو اور سدھا دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئیں، انو کے ماں باپ تعمیرات کے کام میں مزدور تھے اور سدھا کے والد ایک کاروباری تھے اور اس کی ماں ڈیزائنر تھی۔

انو کی ماں نے اینٹیں سر پر ڈھو کر اس وقت تک کام کیا جب تک کہ اسے درد زہ نہیں ہوا۔ وہ تعمیرات کے مقام پر آلات کے گودام کے پیچھے گئی اور وہاں اس نے بچے کو جنم دیا اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ وہ اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی اور اس کے بعد ایک پرانی ساڑی میں لپیٹ دیتی تھی۔ ٹاٹ کے بورے کا پنگورا (جھولنے والا جھولا) بنا لیتی تھی، اس میں ننھی انو کو لٹاتی اور پیڑ سے لٹکا دیتی۔ وہ کام ہو جانے کی عجلت میں ہوتی تھی کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ اپنے کام سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے، اسے امید تھی کہ انو شام تک سوتی رہے گی۔

سدھا شہر کے ایک بہترین نرسنگ ہوم میں پیدا ہوئی تھی۔ ڈاکٹروں کے ذریعہ اس کی پوری طرح جانچ کی گئی۔ اسے نہلایا گیا اور صاف ملائم کپڑے پہنائے گئے اور اسی کی ماں کے پاس ہی ایک پنگورے میں لٹایا گیا۔ جب بھی اسے بھوک لگتی اس کی ماں دودھ پلاتی، گلے لگاتی اور اسے چومتی اور سونے کے لیے اسے لوری سناتی اس کے خاندان والوں اور دوستوں نے اس کی پیدائش پر خوشیاں منائیں۔

ظاہر ہے انو اور سدھا کا بچپن بالکل ہی مختلف تھا۔ انو نے بہت ہی چھوٹی عمر میں اپنی دیکھ بھال کرنا سیکھ لیا۔ وہ جانتی تھی کہ بھوک کیا ہوتی ہے اور محرومیوں کا کیا مطلب ہے، اس نے دریافت کیا کہ کس طرح کوڑے دان سے غذا چننا پڑتا ہے، کس طرح سردی کے موسم میں اپنے کو گرم رکھنا پڑتا ہے اور بارش کے موسم میں کیسے پناہ لینی پڑتی تھی اور کیسے اسی کے ٹکڑے، پتھروں اور درخت کی ٹہنیوں سے کھیلنا ہوتا تھا۔ انو اسکول نہیں جاسکی کیونکہ اس کے والدین نقل مکانی کرنے والے مزدور تھے جو شہر در شہر کام کی تلاش میں بھٹکتے رہتے تھے۔

انو کو رقص بہت پسند تھا۔ جب کبھی وہ موسیقی سنتی وہ بے ساختہ گانے لگتی۔ وہ بے حد خوبصورت تھی اور اس کی نقل و حرکت دلآویز اور خیال انگیزی ابھارنے والی تھی۔ کسی نہ کسی دن اسٹیج پر رقص کرنا اس کا خواب تھا۔ انو ایک عظیم رقاصہ بن سکتی تھی لیکن اس نے 12 سال کی عمر میں کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسے اپنے ماں باپ کے ساتھ کمانا ہوتا تھا، امیروں کے لیے گھر بنانا وہ گھر جس میں اس کو کبھی رہنا نہیں نصیب ہو سکتا تھا۔

سدھا ایک بہت ہی اچھے پلے اسکول میں جاتی تھی جہاں وہ سیکھتی تھی کہ کس طرح پڑھا سکھا اور شمار کیا جاتا ہے، وہ سیر سپاٹے سے لے کر وہ سیارگاہ (Planetariam) میوزیم اور قومی پارکوں تک گئی۔ بعد میں ایک بہت اچھے اسکول میں داخل ہوئی۔ اسے پینٹنگ سے پیار تھا اور اس نے ایک مشہور آرٹسٹ سے نجی تعلیم حاصل کی۔ اس نے بعد میں ایک ڈیزائن اسکول میں داخلہ لیا اور ایک مشہور پینٹر بنی۔

© NCERT not to be republished

مٹی کی بنی ہوتی ہیں اور چھتیں گھاس پھوس، چھپر، بانس اور لکڑی کی بنی ہوتی ہیں۔ ان میں جو بہت زیادہ غریب ہوتے ہیں ان کے پاس اس طرح کی رہائش گاہ بھی نہیں ہوتی۔ دیہی علاقوں میں ان میں بہت سے بے زمین ہوتے ہیں۔حتی کہ اگر کچھ کے پاس زمین بھی ہوتی ہے تو وہ بھی خشک اور بنجر، بہتوں کے پاس تو دن میں دو وقت کا کھانا بھی نہیں ہوتا۔غریب ترین گھروں کی سب سے بڑی خاصیت فاقہ کشی اور بھوک ہے،

شکل 4.2 کچے گھروں میں بہت سے غریب خاندان رہتے ہیں۔

غریبوں میں ابتدائی خواندگی اور ہنر مندی کی کمی ہوتی ہے اور اس لیے ان کے پاس بہت محدود معاشی مواقع ہوتے ہیں۔غریب لوگوں کے ساتھ غیر مستحکم روزگار کا معاملہ بھی درپیش ہوتا ہے۔

ناقص یا ناکافی غذا سے پیدا ہونے والی خرابی بھی غریبوں میں خطرناک حد تک پائی جاتی ہے۔خراب صحت، معذوری یا کوئی بڑی بیماری انھیں جسمانی طور پر کمزور بنا دیتی ہے۔ وہ مہاجنوں سے قرض لیتے ہیں جو زیادہ سود وصول کرتے ہیں اسی سے انھیں مستقل قرض میں ڈوبے رہنا پڑتا ہے۔غریب نہایت بے دست و پا ہوتے ہیں، وہ اس لائق نہیں ہوتے کہ اپنے آجروں سے قانونی اجرتوں کے بارے میں بات چیت کر سکیں لہٰذا ان کا خوب استحصال ہوتا ہے۔ زیادہ تر غریب گھروں میں بجلی نہیں ہوتی ہے۔ان کا کھانا لکڑی جلا کر یا گوبر کے اپلوں پر پکتا ہے جو ان کا بنیادی ایندھن ہے۔غریب لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے پاس صاف پینے کا پانی نہیں ہوتا۔ایسا بھی دیکھا جاتا ہے کہ منفعت بخش روزگار، تعلیم اور فیملی میں فیصلہ سازی کے معاملے میں شرکت میں انتہائی جنسی عدم مساوات ہوتی ہے۔غریب عورتوں پر ان کی امومت (mother hood) کے دوران کم توجہ دی جاتی ہے۔ ان کے بچوں کے بچ جانے کا یا صحت مند پیدائش کا امکان کم ہوتا ہے۔

شکل 4.1 زیادہ تر زراعتی مزدور غریب ہیں۔

باکس 4.2 : غریبی کیا ہے؟

دو ماہرین، شاہین رفیع خاں اور ڈیمین کلین نے غریبی کی شرائط مختصراً پیش کی ہے: غریبی بھوک ہے، غریبی میں بیمار ہونے پر ڈاکٹر کو دکھانے کی اہلیت نہیں ہوتی، غریبی میں اسکول نہیں جایا جاسکتا اور کس طرح تعلیم حاصل کی جائے یہ نہیں معلوم ہوتا۔ غریبی میں روزگار کے مواقع نہیں حاصل ہوتے۔ غریبی میں مستقبل کے لئے خوف ہوتا ہے، دن میں ایک بار ہی کھانا ملتا ہے۔ غریبی میں بیمار ہونے پر بچے سے محروم ہونا پڑتا ہے، اس میں صاف پانی نہیں ملتا۔ غریبی بے قوتی ہے، نمائندگی اور آزادی کی کمی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

ماہرین معاشیات غریبوں کی شناخت ان کے پیشے اور اثاثوں کی ملکیت کی بنیاد پر کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ دیہی غریب وہ لوگ ہیں جو بالخصوص بے زمین زرعی مزدوروں کے طور پر کام کرتے ہیں، وہ کاشتکار جن کے پاس بہت ہی کم اراضی ہے، بے زمین مزدور جو مختلف غیر زراعتی روزگار میں لگے ہوتے ہیں اور چھوٹی اراضی والے مزارع۔ شہری غریبوں میں شامل، زیادہ تر دیہی غریبوں کا وہ غول ہے جو شہری علاقوں میں متبادل روزگار اور ذریعہ معاش کی تلاش میں آتا ہے، وہ مزدور جو مختلف قسم کے عارضی کام انجام دیتے ہیں اور خود روزگار کرنے والے لوگ جو سڑکوں پر مختلف چیزیں بیچتے ہیں اور مختلف سرگرمیوں میں مصروف ہوتے ہیں۔

4.3 غریب لوگوں کی شناخت کیسے کی جاتی ہے؟

اگر ہندوستان کو غریبی کے مسئلے کو حل کرنا ہے تو غریبی کے اسباب سے نمٹنے کی قابل عمل اور پائیدار حکمت عملی دریافت کرنی ہوگی اور غریبوں کو ان کے حالات سے نکالنے میں مدد کے لئے اسکیموں کو وضع کرنا ہوگا۔ تاہم ان اسکیموں کے لئے جنھیں نافذ کیا جاتا ہے، حکومت کے ذریعہ اس بات کی شناخت کئے جانے کی ضرورت ہے کہ غریب کون ہیں۔ اس سلسلے میں غریبی کی پیائش کے لیے ایک پیمانہ تیار کرنے کی ضرورت ہے اور ان عوامل کو جو اس پیائش یا میکانیت کے لئے کسوٹی تیار کرتے ہیں، محتاط طور پر منتخب کئے جانے کی ضرورت ہے۔

ہندوستان کی آزادی سے قبل دادا بھائی نوروجی وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے خط افلاس کے تصور پر بحث کی تھی۔ انھوں نے ایک قیدی کے لئے مینو (کھانوں کی فہرست) کا استعمال کیا اور اس نتیجے پر پہنچنے کے لئے جنھیں ''جیل میں زندگی کی لاگت'' کہا جاسکتا ہے، مناسب رائج قیمتوں کا استعمال کیا۔ تاہم جیل میں صرف بالغ ہی ہوسکتے ہیں جبکہ اصل سماج میں بچے بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا انھوں نے خط افلاس کے نتیجے پر پہنچنے کے لئے ان اخراجات زندگی کا تطابق مناسبت کے ساتھ کیا اس تطابق یا مطابقت کے لئے انھوں نے فرض کیا کہ ایک تہائی آبادی بچوں پر مشتمل ہے اور ان میں سے آدھے بہت تھوڑا صرف کرتے ہیں جبکہ دیگر آدھے بالغوں کی آدھی خوراک لیتے ہیں۔ اس طرح وہ تین چوتھائی کے عمل کے نتیجے پر پہنچے: (1/6)(صفر)+(1/6) (نصف)+(2/3)(پورے)=(3/4) (پورے)۔ تین حصوں کے صرف کا وزنیاتی اوسط خط افلاس کا اظہار کرتا ہے جو جیل کے بالغ اخراجات زندگی کی تین چوتھائی ظاہر کرتا ہے۔

چارٹ :4.1 خط غریبی

مطلق غریب	بہت غریب	غریب	اتنے زیادہ غریب نہیں	مڈل کلاس	اپر مڈل کلاس	امیر	بہت امیر	بڑا دولتمند	ارب پتی

غریب ← → امیر

آزادی کے بعد کے ہندوستان میں ملک کے غریبوں کی تعداد کی شناخت کے لیے ایک میکانزم تیار کرنے کی متعدد کوششیں کی گئی ہیں۔ مثال کے لیے 1962 میں پلاننگ کمیشن نے ایک مطالعہ گروپ کی تشکیل کی۔ 1979 میں ایک دوسرا ادارہ ''کم سے کم اور حقیقی طلب صرف کی کم سے کم ضرورتوں پر ٹاسک فورس'' مستقبل کا تخمینہ لگانے کے لیے قائم کیا گیا۔ 1989 اور 2005 میں بھی ایک ماہر گروپ کی تشکیل اسی مقصد کے لیے کی گئی تھی۔ پلاننگ کمیشن جسے اب نیتی آیوگ کہا جاتا ہے، کے علاوہ انفرادی طور پر بہت سے ماہرین معاشیات نے بھی اس طرح کی میکنزم کو تیار کرنے کی کوشش کی۔

غریبی کی توضیح کے مقصد سے ہم لوگوں کو دو زمروں میں تقسیم کرتے ہیں: غریب اور امیر اور خط غریبی دونوں کو علاحدہ کرتا ہے۔ تاہم، غریبوں کی بہت سی قسمیں ہیں؛ مطلق غریب، بہت غریب اور غریب۔ اسی طرح امیروں کی کئی قسمیں ہیں: مڈل کلاس، اپر مڈل کلاس اور امیر، بہت امیر اور مطلق امیر۔ اسے غریب سے امیر کو الگ کرتے ہوئے خط غریبی کے ساتھ انتہائی غریب سے مطلق امیر تک ایک خط (Line) یا تسلسل کے طور پر سمجھیں۔

غریبی کی زمرہ بندی: غربت کی زمرہ بندی کے کئی طریقے ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو **ہمیشہ غریب** رہتے ہیں اور وہ لوگ جو **عام طور پر غریب** ہیں لیکن کبھی کبھی ان کے پاس کچھ زیادہ رقم ہوتی ہے (مثال: عارضی ورکرس) کی درجہ بندی مجموعی طور پر **دائمی غریب** کے طور پر کی جاتی ہے۔ دوسرا گروپ **کبھی کبھار غریب** ہے جو باقاعدگی کے ساتھ کبھی غریب ہو جاتا ہے اور کبھی اس سے باہر آ جاتا ہے (مثال: چھوٹے کسان اور موسمی مزدور) اور **عارضی یا کبھی کبھار غریب** جو زیادہ تر وقت امیر ہوئے لیکن بدنصیبی کے برے دور سے گزرتے ہیں۔ انھیں **وقتی غریب** (Transient Poors) کہا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ لوگ ہیں جو **کبھی غریب نہیں** ہوتے اور **غیر مفلس** ہوتے ہیں (چارٹ 4.2)۔

خط غریبی: اب آیئے ہم جائزہ لیں کہ خط غریبی کا تعین کیسے کیا

چارٹ 4.2 : دائمی یا انتہائی غریب، وقتی غریب اور غیر غریب

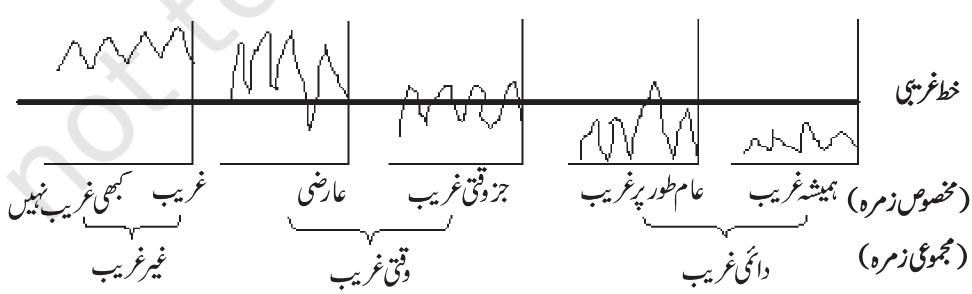

© NCERT not to be republished

جائے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ کم سے کم کیلوری خوراک جس کا تخمینہ ایک دیہی فرد کے لئے 2,400 کیلوری کا کیا گیا تھا اور شہری علاقوں میں رہنے والے فرد کے لیے 2,100 کیلوری کا کیا گیا تھا، اس کی زری قدر (Monetary Velane) (فی کس اخراجات) کے ذریعہ تعین کیا جاتا ہے 12-2011 میں اس پر مبنی خط غریبی کی توضیح دیہی علاقوں کے لیے 816 روپے فی شخص ایک مہینے کے صرف کے طور پر کی گئی تھی جبکہ شہری علاقوں کے لیے یہ قدر 1000 روپے تھی۔

اگر چہ حکومت غریب کی شناخت کے لیے گھروں کی آمدنی کو نمائندگی (Proxy) کے طور پر ماہانہ فی کس اخراجات (MPCE) استعمال کرتی ہے، کیا آپ کے خیال میں یہ طریقہ ہمارے ملک میں غریب گھروں کی اطمینان بخش شناخت کرتا ہے؟

ماہرین معاشیات بیان کرتے ہیں کہ اس طریقے کے ساتھ بڑی مشکل یہ ہے کہ یہ سب ہی غریبوں کو ایک گروپ میں شامل کرتا ہے اور بہت غریب اور دیگر غریب کے درمیان امتیاز نہیں کرتی۔ اگر چہ یہ طریقہ غذا اور کچھ منتخب مدوں کو آمدنی کے لیے نمائندگی کے طور پر صرفی اخراجات اختیار کرتا ہے، ماہرین معاشیات اس کی بنیاد پر سوال اٹھاتے ہیں۔ یہ میکانزم گروپ کے طور پر غریب کی شناخت کرنے میں مددگار ہے جس کا خیال حکومت کو کرنا ہوتا ہے لیکن یہ شناخت کرنا مشکل ہوگا کہ ان غریبوں میں وہ کون ہیں جن کو مدد کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

آمدنی اور اثاثے کے علاوہ بہت سے عوامل ایسے ہیں جن کا تعلق غریبی سے ہے؛ مثال کے لیے بنیادی تعلیم تک رسائی، حفظان صحت، پینے کا پانی اور صفائی۔ خط غریبی کے موجودہ تعین کے طریقے میں سماجی عوامل کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا جو کہ غریبی کا محرک ہوتے ہیں اور اسے دوام بخشتے ہیں، جیسے ناخواندگی، خراب

شکل 4.2 محفوظ پینے کا پانی اور صفائی سبھی کے لئے ضروری ہیں۔

صحت، وسائل تک رسائی میں کمی، شہری اور سیاسی آزادیوں میں امتیاز یا کمی۔ انسداد غربت سے متعلق اسکیموں کا مقصد ان چیزوں کے دائرے میں وسعت فراہم کر کے انسانی طرز زندگی میں بہتری پیدا کرنی ہونا چاہیے جس سے کسی فرد کو صحت مندی اور بہتر تغذیہ حاصل ہوسکتا ہو۔ وہ باخبر ہو اور کمیونٹی کی زندگی میں شریک ہو۔ اس نقطہ نظر سے ترقی کا مطلب ان رکاوٹوں کو دور کرنا ہے جو ایک شخص اپنی زندگی میں انجام دے سکتا ہے، جیسے ناخواندگی، خرابی صحت اور وسائل تک رسائی یا سول اور سیاسی آزادی کی کمی۔

اگر چہ حکومت دعویٰ کرتی ہے کہ اعلیٰ شرح نمو، زرعی پیداوار میں اضافے، دیہی علاقوں میں روزگار فراہم کرنے اور 1990 کے دہے میں معاشی اصلاحی پیکیجوں کے شروع کیے جانے کے نتیجے میں غریبی کی سطح میں کمی آئی ہے لیکن ماہرین معاشیات حکومت کے اسی دعوے پر شبہ ظاہر کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح سے ڈاٹا جمع کیا گیا ہے اور اُن کو صرفی مجموعے میں

© NCERT not to be republished

انھیں حل کریں

- سیکشن 4.2 اور 4.3 میں آپ غور کریں گے کہ غریبوں کی شناخت نہ صرف اظہاریوں سے متعلق ان کی آمدنی اور اخراجات کے ساتھ ہوتی ہے بلکہ اس میں دیگر مدیں جیسے زمین، مکان، تعلیم، صحت، صفائی کی دسترس بھی شامل ہوتی ہے۔ امتیازی عمل ورواج کو بھی ملحوظ رکھنا ہوتا ہے۔ بحث کیجئے کہ کس طرح ایک متبادل خط غریبی اس طرح بنائی جا سکے گی کہ اس میں سبھی دیگر اشاریہ شامل کیے جا سکیں۔
- خط غربت کی دی گئی تعریف کی بنیاد پر دریافت کریں کہ آیا لوگ جو گھریلو ملازم، دھوبیوں اور اخبار بیچنے والوں کے طور پر آپ کے محلے یا پڑوس میں کام کرتے ہیں وہ خط غربت سے اوپر ہیں یا نیچے۔

شامل کیا گیا ہے، خط غریبی اور غریبوں کی تعداد کے تخمینے کے لئے جو طریقے استعمال کئے گئے ہیں ہندوستان میں غریبوں کے کم اعداد و شمار کے نتیجے پر پہنچنے کے لئے ان میں ہیرا پھیری کی گئی ہے تاکہ غریبوں کی تعداد کم دکھائی جا سکے۔

غریبی کی سرکاری تخمینہ کاری میں مختلف حدود کے سبب دانشوروں نے متبادل طریقے دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثال کے لئے امرتیہ سین نے جو کہ معروف نوبل انعام یافتہ ہیں، ایک اشاریہ (Index) کو فروغ دیا ہے جسے سین اشاریہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ دیگر ذرائع بھی ہیں جیسے غریبی کے فرق کا اشاریہ اور مربع غریبی خلا، ان ذرائع کے بارے میں آپ اعلیٰ کلاسوں میں مطالعہ کریں گے۔

4.4 ہندوستان میں غریبوں کی تعداد:

جب خط غریبی سے نیچے کے لوگوں کے تناسب کے طور پر غریبوں کی تعداد کا تخمینہ کیا جاتا ہے تب اسے فی کس شمار نسبت (Head Count Ratio) کے طور پر جانا جاتا ہے۔

چارٹ 4.3 : ہندوستان میں غریبی کے رجحانات، 1973-2012

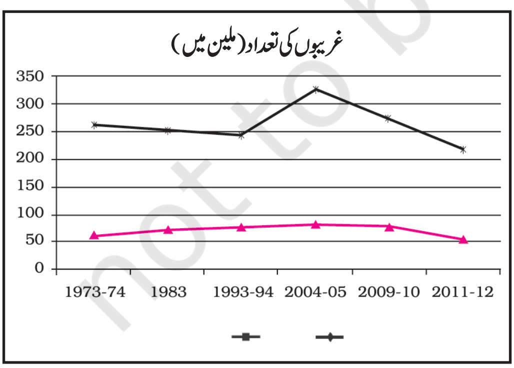

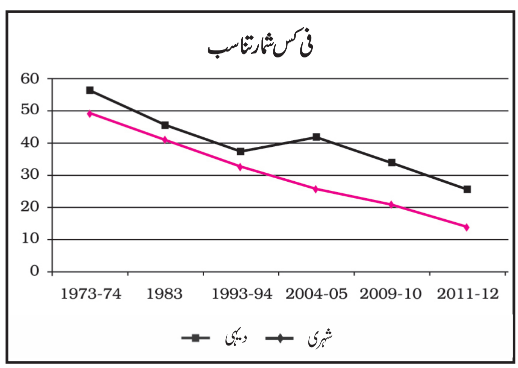

آپ کو ہندوستان میں رہنے والے غریب افراد کی کل تعداد کے بارے میں جاننے میں دلچسپی ہوگی ۔ وہ کہاں رہتے ہیں اور کیا ان کی تعداد یا تناسب گزرے سالوں میں کم ہوا ہے یا نہیں؟ جب تناسب اور فی کس کے اعتبار سے غریب لوگوں کا اس طرح کا تقابلی تجزیہ کیا جائے تب ہم کو لوگوں کو مختلف سطح غریبی اور ریاستوں کے درمیان اور دوران مدت ان کی تقسیم اور مدت کے بارے میں اندازہ ہوگا۔

غریبی پر سرکاری ڈاٹا پلاننگ کمیشن (نیتی آیوگ) کے ذریعہ دستیاب کرایا جاتا تھا۔ نیشنل سیمپل سروے آرگنایزیشن (NSSO) جسے نیشنل اسٹیٹسٹکل آفس بھی کہتے ہیں، کے ذریعہ جمع کیے گئے صرفی اخراجات ڈاٹا کی بنیاد پر اس کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔ چارٹ 4.3 سال 1973-2012 کے لیے ہندوستان میں غریبوں کی تعداد اور آبادی سے ان کے تناسب کا اظہار کرتا ہے۔

1973-74 میں خط غریبی کے نیچے رہنے والے لوگ 320 ملین سے زیادہ تھے۔ 2011-12 میں یہ تعداد کم ہوکر تقریباً 270 ملین ہوگئی۔ تناسب کے اعتبار سے 1973-74 میں خط غریبی کے نیچے کل آبادی کے تقریبا 55 فی صد لوگ تھے۔ 2011-12 میں یہ کم ہوکر 22 فی صد ہوگئی۔ 1973-74 میں غریبوں کے 80 فی صد سے زیادہ لوگ دیہی علاقوں میں رہتے تھے اور 2011-12 میں بھی یہ اس صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں واقع ہوئی۔ اس کا مطلب ہے کہ ہندوستان میں تین چوتھائی سے زیادہ غریب دیہاتوں میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ غربت جو کہ دیہی علاقوں میں چھائی ہوئی تھی وہ شہری علاقوں کی طرف منتقل ہوگئی۔

1990 کے دہے میں دیہی علاقوں میں غریبوں کی مطلق تعداد کم ہوئی ہے جبکہ شہری علاقوں میں غریبوں کی تعداد تھوڑی

چارٹ 4.4: کچھ بڑی ریاستوں میں خط غریبی سے نیچے کی آبادی 1973-2012 (فی صد)

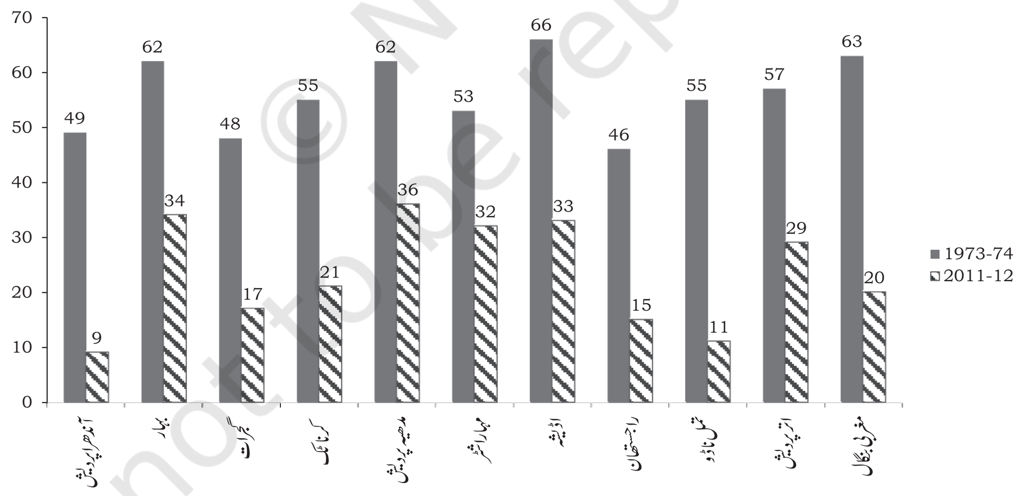

نوٹ: 1973 کے لیے موجودہ اتر پردیش میں اترا کھنڈ، مدھیہ پردیش میں چھتیس گڑھ اور بہار میں جھارکھنڈ شامل ہے۔

© NCERT not to be republished

بڑھی ہے۔غریبی کا تناسب شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں لگاتار کم ہوا ہے۔ چارٹ 4.3 میں آپ غور کریں گے کہ 2012-1973 کے دوران غریبوں کی تعداد اور ان کے تناسب میں کمی آئی ہے لیکن دو حدود یا میدانوں میں اس کمی کی نوعیت حوصلہ افزا نہیں ہے۔ ملک کے غریبوں کی مطلق تعداد کے مقابلے شرح کی گراوٹ بہت کم رفتار سے ہوئی ہے۔ آپ یہ بھی غور کریں گے کہ دیہی اور شہری علاقوں میں غریبوں کی مطلق تعداد میں کمی آئی ہے جبکہ فرق کے تناسب کے معاملے میں 94-1993 تک یہ فاصلہ جوں کا توں برقرار رہا۔اور 12-2011 میں اس میں توسیع ہوئی ہے۔

غریبی میں ریاستی سطح کے رجحانات چارٹ 4.4 میں دکھائے گئے ہیں۔ چارٹ میں دو لائنیں قومی غریبی سطح کو ظاہر کرتی ہیں۔ نیچے سے پہلی لائن 12-2011 کی غریبی کی سطح کو ظاہر کرتی ہے اور دوسری لائن 74-1973 کی غریبی سطح کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کا مطلب ہندوستان میں 1973 سے 2012 کے دوران غریبوں کا تناسب 55 فی صد سے گھٹ کر 22 فی صد ہوگیا ہے۔ چارٹ سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ 74-1973 میں چھے ریاستیں تمل ناڈو، اتر پردیش، بہار، مدھیہ پردیش، مغربی بنگال، آندھرا پردیش، راجستھان اور اڈیشہ غریبوں کے بڑے حصے پر مشتمل تھیں۔ 1973 سے 2012 تک بہت سی ہندوستانی ریاستوں نے غریبی کی سطح کو کافی حد تک کم کیا ہے۔ پھر بھی چار ریاستوں اڈیشہ، مدھیہ پردیش، بہار اور اتر پردیش میں غریبی کی سطح قومی غریبی سطح سے اب بھی کہیں اوپر ہے۔ آپ نے غور کیا ہوگا کہ مغربی بنگال اور تمل ناڈو نے غریبی سطح کو دوسری ریاستوں کے مقابلے میں بہتر طریقے سے کم کیا ہے۔ دوسری ریاستوں کے مقابلے وہ بہتر کارکردگی کے قابل کس طرح تھیں؟

4.5 غریبی کے اسباب کیا ہیں

غریبی کی وجوہات کے لیے غریبوں کی زندگی پر اداراجاتی اور سماجی عوامل سے پڑنے والے اثرات شامل ہوتے ہیں۔ غریب معیاری تعلیم سے محروم رہتے ہیں اور بہتر صلاحیت حاصل نہیں کر پاتے جس سے زیادہ بہتر آمدنی حاصل ہو سکتے ہے۔ غریبوں کو معیاری حفظان صحت تک رسائی بھی حاصل نہیں ذات پات، مذہب اور دیگر امتیازات کا شکار بھی غریب ہی ہوتے ہیں۔ کچھ مثالیں ہیں: (i) تعلیم اور ہنرمندی یا مہارتوں کی کم سطح (ii) کمزوریاں، خراب صحت، بیماریاں (iii) امتیاز۔ جو (i) سماجی، معاشی اور سیاسی عدم مساوات (ii) سماجی افراد (iii) بے روزگاری (iv) مقروضیت (v) دولت کی غیر مساوی تقسیم کے نتیجے میں واقع ہوسکتی ہیں۔ مجموعی طور پر غریبی محض انفرادی غربت کا مجموعہ ہوتا ہے۔ غریبی کی توضیح عام طور پر معیشت میں موجود مسائل جیسے (i) کم پونجی کی تشکیل (ii) بنیادی ڈھانچے کی کمی (iii) مانگ میں کمی (iv) آبادی کا دباؤ (v) سماجی بہبود کے عملی اقدامات میں کمی کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

باب 1 میں آپ نے ہندوستان میں برطانوی راج کے بارے یں پڑھا۔ اگر چہ برطانوی راج کے ہندوستانی معیارات زندگی پر پڑنے والے حتمی اثرات، اب بھی بحث کا موضوع ہیں تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستانی معیشت اور لوگوں کے معیار زندگی پر بڑی حد تک اس کے منفی اثرات مرتب ہوئے تھے۔ ہندوستان میں برطانوی راج کے تحت صنعت کاری بڑی حد تک ختم کی گئی۔ انگلینڈ میں لنکا شائر سے بنے ہوئے سوتی کپڑوں کی درآمدات نے زیادہ تر مقامی پیداوار کو بالکل اُجاڑ دیا اور ہندوستان کو تیار کپڑے کی جگہ صرف سوتی دھاگے کے برآمد کنندہ (exporter) کے طور پر پیچھے واپس چلا گیا۔

چوں کہ پورے برطانوی راج کے دور میں تقریباً 70 فی صد ہندوستانی زراعت میں تھے اس سیکٹر میں کسی اور شعبے کے مقابلے معیار زندگی پر اثر زیادہ نمایاں تھا۔ برطانوی پالیسیوں میں تیزی سے بڑھتے دیہی ٹیکس بھی شامل تھے جس سے سوداگر اور مہاجن

بڑے پیمانے پر زمین کی ملکیت حاصل کرنے کے اہل ہوئے۔ برطانیہ کے تحت ہندوستان نے اناج کی برآمد شروع کی اور نتیجے کے طور پر 1875 اور 1900 کے درمیان 26 ملین سے زیادہ لوگوں کی موت فاقہ کشی سے ہوئی۔

برطانیہ کا خاص مقصد راج سے برطانوی برآمدات کے لئے ایک بازار فراہم کرانا، برطانیہ کو اپنی قرض ادائیگیوں کے لئے ہندوستان کی خدمات حاصل کرنا اور ہندوستان میں برطانوی شاہی افواج کے لئے افرادی قوت فراہم کرنا تھا۔

برطانوی راج نے ہندوستان میں لاکھوں لوگوں کو مفلس بنادیا۔ ہمارے قدرتی وسائل لوٹ لئے گئے، ہماری صنعتوں نے برطانیہ کے لئے کم ترین قیمتوں پر اشیا تیار کرنے کے لئے کام کیا اور ہمارے اناج برآمد کیے گئے۔ قحط سالی اور فاقہ کشی سے بہت سے لوگوں کی موت ہوگئی 58-1857 میں متعدد مقامی رہنماؤں کو اقتدار سے ہٹانے، کسانوں پر انتہائی زیادہ ٹیکسوں کو لگانے پر غصہ بھڑک اٹھنے اور دیگر ناراضگیوں کے سبب برطانوی فوج کے ہندوستانی سپاہیوں نے جن کی کمان برطانوی افسروں کے ہاتھ میں تھی، برطانوی راج کے خلاف مشتعل ہوکر بغاوت کردی۔

آج بھی زراعت دیہی لوگوں کی روزی روٹی کا ایک اہم ذریعہ ہے اور زمین بنیادی اثاثہ ہے؛ زمین کی ملکیت مادی فلاح و بہبود ایک کا اہم اور فیصلہ کن عنصر ہے اور وہ لوگ جو زمین کی ملکیت رکھتے ہیں ان کو رہن سہن کے حالات کو بہتر بنانے کا عمدہ موقع حاصل رہتا ہے۔

آزادی ملنے کے بعد حکومت نے زمین کو از سرِ نو تقسیم کرنے کی کوشش کی اور ان لوگوں سے زمینیں لیں جن کے پاس کافی مقدار میں زمینیں تھیں تاکہ انھیں ان لوگوں میں تقسیم کر سکے جن کے پاس کوئی زمین نہیں تھی اور وہ زمین پر اجرتی مزدوروں کے طور پر کام کرتے تھے۔ تاہم یہ کارروائی صرف ایک محدود حد تک کامیاب رہی۔ کیونکہ زراعتی مزدوروں کا ایک بڑا طبقہ چھوٹی آراضی پر جن کے اب وہ مالک تھے کاشتکاری کرنے کے قابل نہیں تھا۔ کیونکہ ان کے پاس نہ رقم (اثاثہ) تھی نہ ہنرمندی کہ وہ زمین کو پیداواری بنا سکتے اور منافع بخش ہونے کے لائق آراضی بھی بہت کم تھی۔

شکل 4.4 کم درجے کی خود روزگاری غریبی کو برقرار رکھتی ہے

ہندوستان میں دیہی غریبوں کا ایک بڑا طبقہ چھوٹے کسانوں کا ہے۔ جو زمین ان کے پاس ہوتی ہے وہ عام طور پر کم زرخیز ہوتی ہے اور بارش پر منحصر رہتی ہے۔ ان کی بقا گزارے کے لائق فصل پر اور کبھی کبھی مویشیوں پر منحصر ہوتی ہے۔ آبادی کی تیز افزائش کے ساتھ اور روزگار کے متبادل کے بغیر کاشتکاری کے لئے زمین کی دستیابی مسلسل کم ہوتی جارہی ہے کیونکہ آراضی ٹکڑوں میں تقسیم ہو رہی ہے۔ ان چھوٹے زمین کے قطعوں سے آمدنی اتنی کافی نہیں ہوتی کہ کنبے کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کیا جا سکے۔

© NCERT not to be republished

آپ نے ان کسانوں کے بارے میں سنا ہوگا جنھوں نے کاشتکاری یا دیگر گھریلو ضرورتوں کے لئے قرض لیا تھا کیونکہ وہ خشک سالی یا دیگر قدرتی آفات کے شکار ہوگئے تھے اور یہ قرض واپس چکانے میں معذوری کے سبب انھوں نے خودکشی کرلی تھی۔ (دیکھئے باکس 4.3)

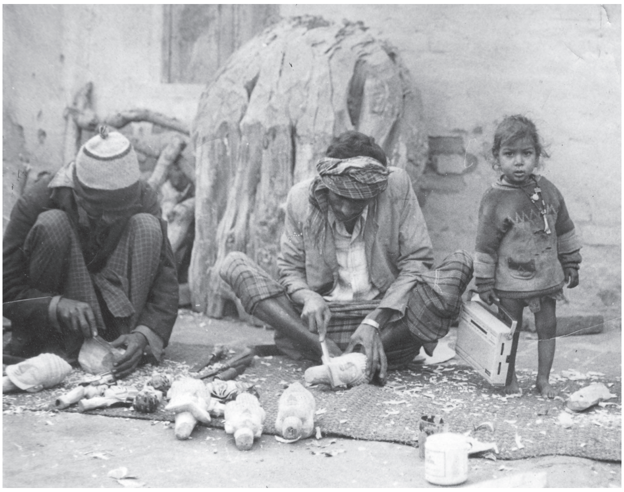

شکل 4.5 غریب کے لئے معیاری روزگار اب بھی ایک خواب کی طرح ہے

درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل شہری اور دیہی معیشت کے مختلف سیکٹروں میں ابھرتے روزگار کے مواقع سے استفادہ کرنے کے اہل نہیں ہیں کیونکہ ان کے پاس ایسا کرنے کے لئے نہ ضروری علم ہے اور نہ ہی مہارتیں یا ہنرمندی۔

ہندوستان میں شہری غریب بڑے پیمانے پر دیہی غریبوں کا ایک سیلاب ہے جو روزگار اور ذریعہ معاش کی تلاش میں شہری علاقوں کو نقل مکانی کرکے آتے ہیں۔ صنعت کاری ان تمام لوگوں کو جذب کرنے کی اہل نہیں ہے۔ زیادہ تر شہری غریب یا تو بے روزگار ہیں یا وقفے وقفے سے جزوی مزدوروں کے طور پر روزگار

انھیں حل کریں

- جب آپ بازار جاتے ہیں یا مذہبی مقامات اور تاریخی یادگاروں کی زیارت کرتے ہیں تو آپ نے اکثر عورتوں کو اپنے بچوں کے ساتھ بھیک مانگتے دیکھا ہوگا۔ کچھ وقت انھیں دیجئے اور ان میں کسی سے بات کیجئے۔ تفصیلات اکٹھا کیجئے اس کام کے لئے انھیں کیسے مجبور ہونا پڑا۔ وہ اپنی فیملی والوں کے ساتھ ہی رہتی ہیں، ایک دن میں کتنے وقت کا کھانا کھا سکنے کی اہل ہوتی ہیں، آیا ان کے پاس مادی اثاثے ہیں اور وہ کوئی کام کیوں نہیں کرسکتیں۔ ان تفصیلات پر جو آپ نے جمع کی ہیں اس پر کلاس روم میں بحث کیجئے۔
- آپ غور کریں گے کہ آپ کے محلے یا پڑوس میں بہت سے غریب گھر میں جن کے بارے میں اوپر بیان کیا گیا ہے، دو یا تین ایسے گھر منتخب کیجئے اور ان خاندانوں کا تعارفی خاکہ تیار کیجئے جس میں پیشے، خواندگی، اثاثے کی ملکیت کی تفصیلات اور دیگر معلومات شامل ہوں، اس پر کلاس میں بحث کیجئے۔
- دیہی اور شہری علاقوں میں لوگوں کی الگ الگ سرگرمیوں کی فہرست بنائیے۔ آپ امیر لوگوں کی سرگرمیوں کی بھی فہرست بنائیے اور کلاس میں بحث کیجئے کہ غریب کیوں اس طرح کی سرگرمیوں کے اہل نہیں ہیں۔

© NCERT not to be republished

باکس 4.3 : کپاس کی کھیتی کرنے والے کسانوں کی مصیبت

بہت سی چھوٹی زمینوں کے مالک کسان اور کاشتکار خاندان اور بنکر گلوبلائزیشن سے متعلق صدمے اور ہندوستان میں نسبتاً بہتر کارگزار ریاستوں میں مدرک آمدنی کمانے کے مواقع کی کمی کے سبب غریبی میں مبتلا ہورہے ہیں۔ جہاں پر خاندان اثاثے فروخت کرنے، قرض لینے یا متبادل روزگار کے مواقع سے آمدنی تخلیق کرنے کے اہل ہوئے ہیں۔ اس طرح کے صدمے کے اثرات ان پر وقتی ہوسکتے ہیں۔ تاہم اگر خاندان کے پاس فروخت کرنے کے لئے اثاثے نہیں ہیں، ادھار نہیں لے سکتے یا پھر سود کی استحصالی شرح پر ہی صرف ادھار لے سکتے۔ اور وہ قرض کے گہرے دلدل میں پھنس جاتے ہیں، خط غربت کے نیچے خاندانوں کو ڈھکیلنے کے معنی میں ان شورش کا ناخوشگوار نتیجہ طویل مدتی ہوتا ہے۔ اس بحران کی سب سے بدترین صورت خودکشی ہے۔ 2001 سے ہندوستان میں خاص طور پر مہاراشٹر اور آندھرا پردیش میں 12000 سے زیادہ کسان خودکشی کر چکے ہیں۔

شانتا بائی نیل کنٹھ سیتارام کھوکے کی بیوی۔ نیل کنٹھ نے یاواتما، مہاراشٹر میں خودکشی کرلی تھی۔

ہندوستان میں دنیا کی کپاس کاشتکاری کے تحت ایک بہت بڑا رقبہ ہے جو کہ 18-2017 میں 125 لاکھ ہیکٹر کا احاطہ کرتا ہے۔ 476 کلوگرام فی ہیکٹر کی کم ترین پیداوار کے سبب یہ پیداوار میں تیسرے مقام پر پہنچا دیا۔ اونچی لاگتیں، کم تر اور غیر مستحکم پیداوار، عالمی قیمتوں میں گراوٹ، یو۔ایس۔اے۔ اور دیگر ملکوں کے ذریعہ دی جانے والی اعانتوں کے سبب پیداوار میں عالمی سطح پر زبردست اضافہ، گلوبلائزیشن کے سبب گھریلو بازار کو کھولنے کے سبب کسانوں کا عدم تحفظ بڑھ گیا اور اس سے زرعی طور پر تکلیف دہ صورتحال پیدا ہوگئی اور بالخصوص آندھرا پردیش اور مہاراشٹر کی کپاس پٹی میں خودکشی کے واقعات میں اضافہ ہوا۔ یہ معاملہ کسی کے لئے منافع اور اونچی فروخت کا نہیں تھا بلکہ لاکھوں چھوٹے کسانوں اور حاشیہ پر رہنے والے کسانوں کے ذریعہ معاش اور بقا کا تھا جو کہ اس زراعت پر انحصار کرتے تھے۔

ماہرین بہت سے عوامل کا حوالہ دیتے ہیں جن کے سبب کسانوں نے خودکشی کی (i) کاشتکاری ٹکنالوجی، درپیش مسائل پر مشاورت فراہم کرنے میں زراعتی توسیعی خدمات کے میدان میں ریاست کے الگ تھلگ رہنے کے فوری اصلاحی اقدامات اور کسانوں کو وقت پر صلاح دینے میں کوتاہی کے ساتھ ساتھ موزوں تکنیکی امداد کے بغیر روایتی کاشتکاری سے اعلیٰ پیداوار والی کمرشیل فصلوں کی کاشتکاری کی منتقلی۔ (ii) پچھلے دو دہوں میں زراعت میں عوامی سرمایہ کاری میں کمی (iii) بڑی عالمی فرموں کے ذریعہ فراہم کیے جانے والے

© NCERT not to be republished

بیجوں کے اگانے کی کم تر شرح، نجی ایجنٹوں کے ذریعہ جعلی بیج اور کیڑے مار ادویات (iv) فصل کی ناکامی، حشرات کا حملہ اور خشک سالی (v) نجی مہاجنوں سے بہت اونچی شرح 36 فی صد تا 120 فی صد پر قرض (vi) سستی برآمدات جن کی وجہ سے قیمتوں اور نفع میں گراوٹ پیدا ہوئی۔ (vii) فصلوں کے لئے پانی کی رسائی کا فقدان جس سے بورویلس (کنواں) کھودنے کے لئے جو کہ ناکام ہو سود کی مہنگی شرح پر کسانوں کا رقم ادھار لینے پر مجبور ہونا۔

ماخذ: اے۔ کے۔ مہتا اور سوربھ گھوش کی معاونت کے ساتھ رینو ایلوادھی کی گلوبلائزیشن، لاس آف لیوی ہوڈس اینڈ انٹری ان ٹو پاورٹی"۔الٹرنیٹو اکانامک سروے انڈیا 05-2004 الٹرنیٹو سروے گروپ۔ ڈینیل بکس، دہلی 2005 اور پی سائی ناتھ کی بوپلنگ رجسٹر آف ڈیتھس، دی ہندو 29 دسمبر 2005۔ ساکشی آریا، ٹائمز آف انڈیا، 25 ستمبر 2019 ، گذشتہ پانچ برسوں میں 40 فی صد سے زیادہ کسانوں نے خودکشی کی ہے لیکن یہ ابھی بھی انتخابی موضوع نہیں بنا ہے۔

مزدوروں کے طور پر روزگار حاصل کرتے ہیں۔ اتفاقی یا بے قاعدہ مزدور سماج میں سب سے زیادہ تکلیف دہ حالت میں ہوتے ہیں کیونکہ ان کے پاس نہ کسی ملازمت کی ضمانت ہے، نہ اثاثے ہیں، ان کی مہارتیں محدود ہیں اور مواقع قلیل ہیں اور انھیں سہارا دینے کے لئے کوئی بچت بھی نہیں ہے۔

لہٰذا دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں غریبی کا روزگار، بے روزگاری یا کم روزگاری، کام کی اتفاقی اور غیر مسلسل نوعیت سے بھی گہرا تعلق ہے جو مقروضیت پر مجبور کرتی ہے اور نتیجتاً غریبی کو مزید تقویت پہنچاتی ہے۔ مقروضیت غریبی کا ایک اہم عامل یا سبب ہے۔

اناج اور دیگر ضروری اشیاء کی قیمت میں آسائشی اشیا کے مقابلے تیز اضافہ کم آمدنی والے گروپوں کی خستہ حالی اور محرومی مزید شدت پیدا کر دیتا ہے۔ آمدنی اور اثاثے کی غیر مساوی تقسیم کے سبب بھی ہندوستان میں غربت قائم ہے۔

ان سب سے سماج میں دو امتیازی گروپوں کی تخلیق ہوئی ہے ایک وہ جن کے پاس پیداوار کے ذرائع ہیں اور اچھی آمدنی ہے اور دوسرے وہ جن کو بقا کے لئے داؤ پر لگانے کو صرف ان کی محنت ہے، سال گزرنے کے ساتھ ہندوستان میں امیر اور غریب کے درمیان کھائی اور بھی چوڑی ہوتی جا رہی ہے۔ ہندوستان کے لئے غریبی ایک کثیر جہتی چیلنج ہے جس کا سامنا کرنا ایک جنگ لڑنے کے برابر ہے۔

4.6 انسداد غربت کے تئیں پالیسیاں اور پروگرام

ہندوستان کے آئین اور پنج سالہ منصوبوں میں سماجی انصاف کو حکومت کی ترقیاتی حکمت عملیوں کے بنیادی مقصد کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ پہلے پنج سالہ منصوبے (56-1951) کا اقتباس، ''موجودہ حالات کے تحت معاشی اور سماجی تبدیلی کے لئے اصرار غربت اور آمدنی، دولت اور مواقع میں عدم مساوات کے سبب کیا جاتا ہے''۔ دوسرے منصوبے (61-1956) میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ ''معاشی ترقی کے فوائد سماج کے نسبتاً کم مراعات یافتہ طبقات کو زیادہ سے زیادہ حاصل ہونا چاہیے۔ کوئی بھی دیکھ سکتا ہے کہ سبھی پالیسی دستاویزوں میں انسداد غربت اور ان مختلف حکمت عملیوں پر زور دیا گیا ہے جنھیں اس مقصد کے لئے حکومت کے ذریعہ اپنائے جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

© NCERT not to be republished

غریبی کو کم کرنے کے لئے حکومت کا طریقۂ فکر سہ پہلوئی تھا۔ اول نمو پر مبنی رسائی۔ یہ اس امید پر مبنی ہے کہ معاشی نمو یعنی مجموعی گھریلو پیداوار اور فی کس آمدنی میں تیز اضافے کے اثرات سماج کے سبھی طبقات تک پہنچیں گے اور غریب طبقات کے لئے بھی ظاہر ہوں گے۔ 1950 کے دہے اور ابتدائی 1960 کے دہے میں منصوبہ بندی میں اس پر خاص توجہ دی گئی تھی۔ یہ محسوس کیا گیا تھا کہ تیز صنعتی ترقی اور منتخب علاقوں میں سبز انقلاب کے ذریعہ زراعت میں انقلاب کم ترقی یافتہ یا پسماندہ علاقوں میں اور کمیونٹی کے زیادہ پسماندہ طبقات کو فائدہ پہنچائے گا۔ آپ نے باب 2 اور باب 3 میں پڑھا ہے کہ مجموعی نمو اور زراعت اور صنعت میں نمو اتنی موثر نہیں رہی۔ آبادی میں اضافے کے سبب فی کس آمدنی میں بہت کم اضافہ ہوا۔ درحقیقت غریب اور امیر کے درمیان کھائی اور چوڑی ہوگئی۔ سبز انقلاب نے علاقائی اور بڑے اور چھوٹے کسانوں کے درمیان عدم مساوات کو اور بھی بڑھا دیا۔ از سر نو تقسیم کی گئی زمین کے تئیں تامل اور معذوری پائی جاتی تھی۔ ماہرین معاشیات کا کہنا ہے کہ معاشی نمو کے فوائد غریبوں تک نہیں پہنچے۔

غریبوں پر خصوصی طور پر توجہ دینے کے لئے متبادلات کی تلاش میں پالیسی سازوں نے سوچنا شروع کیا کہ غریبوں کے لئے آمدنی اور روزگار اضافی اثاثوں کے ذریعہ اور کام کی تخلیق کے ذریعے سے بڑھائی جاسکتے ہیں۔ اسے مخصوص انسداد غربت پروگراموں کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس دوسرے طریقۂ فکر کی شروعات تیسرے پنج سالہ منصوبے (1961-66) سے ہوئی اور اس کے بعد تدریجی طور پر اس میں اضافہ کیا گیا۔

ایک قابل ذکر پروگرام جو 1970 کے دہے میں شروع کیا گیا تھا وہ کام کے بدلے اناج پروگرام تھا۔

2015 سے پہلے بیشتر لاگو کیے جانے والے انسداد غریبی کے پروگرام پنج سالہ منصوبے کے تناظر پر مبنی تھے۔ خود روزگاری پروگراموں اور اجرتی روزگار پروگراموں کی توسیع کو غریبی کی طرف توجہ دینے کے اہم طریقوں کے طور پر سمجھا جارہا ہے۔ وزیر اعظم کی روزگار یوجنا (PMRY) خود روزگاری پروگرام کی مثال ہے۔ اس نوعیت کے پروگرام کا مقصد شہری علاقوں میں خود روزگاری کے مواقع پیدا کرنا تھا۔ کھادی اور دیہی صنعتوں کا کمیشن اسے نافذ کررہا ہے۔ اس پروگرام کے تحت کوئی فرد چھوٹی صنعتی قائم کرنے کے لئے بینک کے قرضوں کی شکل میں مالی امداد حاصل کرسکتا تھا۔ دیہی اور شہری علاقوں میں کم آمدنی والے کنبوں کے تعلیم یافتہ بے روزگار کسی بھی طرح کا کاروباری ادارہ جو کہ PMRY کے تحت روزگار کی تخلیق کرتا تھا، اس کی تشکیل کے لئے مالی امداد حاصل کرسکتا ہے۔ بعض پروگراموں کا مقصد شہری علاقوں میں خود روزگاری اور اجرتی روزگاری دونوں طرح کے روزگار مواقع پیدا کرنا ہے۔

خود روزگاری پروگراموں کے تحت مالی امداد کنبوں یا افراد کو دی جاتی تھی۔ 1990 سے یہ انداز نظر بدل دیا گیا، وہ لوگ جو ان پروگراموں سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں انھیں خود امدادی گروپوں کی تشکیل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ابتدائی طور پر انھیں کچھ رقم بچانے کے لئے حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور ان کو چھوٹے چھوٹے قرض دیئے جاتے ہیں۔ بعد میں بینکوں کے ذریعہ حکومت خود امدادی گروپوں (SHG) کو جزوی مالی امداد

شکل 4.6 کام کے بدلے اناج، پروگرام کے تحت اجرتی روزگار

فراہم کرتی ہے اور یہ فیصلہ کرتی ہے کہ خود روزگار سرگرمیوں کے لئے قرض کسے دیا جانا ہے۔ اپنے علاقے میں چلائے جا رہے پروگراموں کی تفصیلات معلوم کیجیے اور کلاس روم میں ان پر بحث ومباحثہ کیجیے۔

دیہی علاقوں میں رہنے والے غریب غیر ہنرمند لوگوں کے لئے اجرتی روزگار پیدا کرنے کے کئی طرح کے پروگرام ہیں۔ اگست 2005 میں پارلیمنٹ نے ہر گھر کے ہر بالغ رضا کار کو ایک سال میں کم سے کم 100 دنوں کے لیے غیر ہنرمندانہ جسمانی کام کے لیے اجرتی روزگار فراہم کرنے کی ضمانت دینے کا ایک نیا ایکٹ (MNREGA) پاس کیا ہے اس کو مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی ایکٹ (MNREGA) کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت غریبوں میں وہ سبھی لوگ جو کم سے کم اجرت پر کام کرنے کے لئے تیار ہوں ہو ان علاقوں میں جہاں پر پروگرام نافذ ہوا ہے، پہنچ کر حاضری دے سکتے ہیں۔ اس قانون کے تحت تقریباً میں 5 کروڑ لوگوں کو روزگار کا موقع مل چکا ہے۔

غریبی پر توجہ دینے کا مقصد لوگوں کو کم سے کم بنیادی سہولیات فراہم کرنا ہے۔ ہندوستان دنیا میں ان اولین ملکوں میں ایک تھا جس نے اس بات پر توجہ دی کہ سماجی صرفی ضرورتوں پر عوامی اخراجات اَعانتی شرح پر اناجوں کے اہتمام، تعلیم، صحت، پانی کی سپلائی اور صفائی کے ذریعہ لوگوں کی معیار زندگی کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ اس نظریئے اور طریقے کے تحت

انہیں حل کریں

- منریگا(MNREGA) اور (ii) خودروزگاری کے تحت تین روزگار مواقع جو کہ ساحلی علاقوں، ریگستانی، پہاڑی اور دوسرے قبائلی علاقوں میں پیدا ہوسکتے ہیں ان پر بحث کیجئے اوراس کے بعدان کی فہرست تیار کیجئے۔
- آپ کے علاقے یا پڑوس میں آپ ترقیاتی کاموں جیسے سڑکوں کو بنانا، سرکاری اسپتالوں، سرکاری اسکولوں میں عمارتوں کی تعمیر وغیرہ سے واقف ہونگے۔اس طرح کے مقامات کا دورہ کریں اور کام کو نوعیت کتنے لوگوں کو روزگار حاصل ہو رہا ہے، مزدوروں کو دی جانے والی اجرت کے بارے میں دو تین صفحات کی رپورٹ تیار کریں۔

پروگراموں کے ذریعہ غریبوں کے لئے کھپت میں اضافہ ہونے، روزگار کے مواقع کی تخلیق اور صحت وتعلیم میں بہتری پیدا کرنے کی توقع کی جاتی ہے۔ کوئی بھی پانچویں پنج سالہ منصوبے میں اس طرزفکر کی جھلک دیکھ سکتا ہے۔توسیعی روزگار مواقع کے باوجود غریب لوگ سبھی ضروری اشیاء اور خدمات کے خریدنے کے اہل نہیں ہونگے۔ان کے لئے ضروری اناج، تعلیم، صحت، تغذیہ، پینے کے پانی، گھر، مواصلات اور بجلی کی شکل میں سماجی خرچ اور اصل کاری کے ذریعہ چند کم ترین معیارات کی تکمیل کرنی ہوگی۔ تین اہم پروگرام جن کا مقصد غریبوں کی غذا اور تغذیاتی حیثیت کو بہتر بنانا ہے: عوامی تقسیمی نظام، پوشن ابھیان، دوپہر کے کھانے کی اسکیم، پردھان منتری گرام سڑک یوجنا، اور والمیکی امبیڈکر آواس یوجنا بھی اسی سمت میں کی جانے والی کوششیں ہیں۔ مختصراً یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ہندوستان نے متعدد پہلوؤں سے اطمینان بخش پیش رفت کی ہے۔

کچھ مخصوص گروپوں کی مدد کے لئے حکومت کے پاس کئی طرح کے دیگر سماجی تحفظ کے پروگرام ہیں، قومی سماجی امداد پروگرام اسی طرح کا ایک پروگرام ہے اس پروگرام کے تحت ایسے بزرگ لوگوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے جن کی دیکھ بھال کے لئے کوئی نہیں ہوتا اور ان کی گذر بسر کے لئے پنشن دی جاتی ہے مفلس عورتوں اور بیواؤں کو بھی اس اسکیم کے تحت شامل کیا گیا ہے۔حکومت کی جانب سے بھی غریب لوگوں کو صحت بیمہ مہیا کرانے کی اسکیمیں شروع کی گئی ہے۔2014سے پردھان منتری جن دھن یوجنا نامی اسکیم دستیاب ہے جس کے تحت ہندوستانی شہریوں کی بینک کھاتے کھولنے کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔اس کا مقصد لوگوں میں بچت کرنے کی عادت کو فروغ دینے کے علاوہ سرکاری اسکیموں کے فوائد کو براہ راست فیض حاصل کرنے والے کے کھاتے میں منتقل کرنا ہے بینک کھاتہ رکھنے والا ہر شخص ایک لاکھ سے دولاکھ روپے تک کے حادثاتی بیمہ اور 30000 روپے کے لائف انشورنس کا بھی حقدار ہوگا۔

© NCERT not to be republished

باکس 4.4 : رام داس کوروا کی سڑک نامعلوم مقام تک

کسی سبب سے کیتھا گاؤں کا رام داس کوروا یہ معلوم کر کے خوش نہیں تھا کہ حکومت کے لیے اس کی قیمت 17.44 لاکھ روپے کے برابر تھی۔ 1993 کے آخر میں حکام نے پروجیکٹ کے تئیں 17.44 لاکھ روپے مختص کر کے قبائلی ترقی کے نام پر رج کیتھا گاؤں کو جانے والی تین کلومیٹر لمبی سڑک بنانے کا فیصلہ کیا۔

سرگوجا میں قبائلی 55 فی صد کے ساتھ اکثریت میں ہیں۔ یہ ہندوستان کے سب سے غریب اضلاع میں سے ایک ہے اور پہاڑی کوروا جو کہ حکومت کے ذریعہ قدیم قبیلے کے طور پر درج فہرست ہیں، وہ 50 فی صد ہیں۔ ان کی ترقی کے لئے خصوصی کوششیں جاری رہتی ہیں جن میں اکثر کافی رقم شامل ہوتی ہے۔ محض مرکزی فنڈ یافتہ اسکیم جو کہ پہاڑی کوروا پروجیکٹ کے لئے ہے پانچ سال کی مدت کے دوران بقدر 42 کروڑ روپے ہے۔

یہاں تقریباً 15,000 پہاڑی کوروا ہیں ان کی سب سے زیادہ تعداد سرگوجا میں ہے تاہم سیاسی وجوہات کی بنا پر پروجیکٹ کی خاص بنیاد رائے گڑھ ضلع میں ہے۔ رج کیتھا میں پہاڑی کوردا مارگ کی تعمیر محض ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے۔ یہ گاؤں پہاڑی کورواؤں سے تقریباً پوری طرح خالی ہے۔ صرف رام داس کا خاندان درحقیقت تنِ تنہا ہے جو وہیں رہتا ہے۔

اگر ان سے پہاڑی کورواؤں کو کوئی فائدہ بالکل نہ ہو اور پوری طرح لاحاصل ہوں تو بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں پر اگر آپ نے سوئمنگ پول (تیراکی کے لئے تیار کردہ تالاب) اور بنگلہ بھی تیار کرنا چاہتے ہیں تو اسے قبائلی ترقی کے نام پر انجام دے سکتے ہیں، جیسا کہ ایک NGO (غیر سرکاری تنظیم) کے سرگرم عمل کارکن (Activist) کا کہنا ہے۔ کسی کو یہ پرواہ نہیں کہ وہ جانچ کرے کہ آیا حقیقت میں یہاں رج کیٹھا گاؤں میں پہاڑی کوروارہ رہے ہیں اور یہاں کچی سڑک پہلے سے بنی ہوئی ہے۔ روام داس کا بیٹا رام اوتار کوروا کہتا ہے۔ انھوں نے اس میں صرف لال مٹی ڈالی ہے۔ 17.44 لاکھ خرچ کرنے کے بعد آج بھی یہ پکی سڑک نہیں ہے۔

رام داس کی خود کی مانگیں اثر انگیز طور پر سیدھی سادی سی تھیں۔ ہم بھی تھوڑا پانی چاہتے ہیں؛ وہ کہتا ہے۔ ہم پانی کے بغیر زراعت کیسے کر سکتے ہیں؟ باربار دہراتے ہوئے وہ مزید کہتا ہے: 17.44 لاکھ روپے اس سڑک پر خرچ کرنے کے بجائے اگر وہ کچھ ہی ہزار میری زمین پر ناقص کنویں کی مرمت میں خرچ کر دیتے تب کیا یہ بہتر نہ ہوتا؟ زمین کو کچھ بہتر بنانا بھی ضروری ہے، بلکہ انھیں تھوڑا سا پانی ہمیں فراہم کر کے ذریعہ شروعات کر دینی چاہیے۔

رام داس کے مسائل کو نظر انداز کر دیا گیا۔ حکومت کا مسئلہ، مقرر نشانہ پورا کرنا تھا۔ اگر یہ رقم محض بنک کے فکسڈ جمع کھاتے (Bank Fixed Deposite) میں رکھ دی جاتی تب ان پہاڑی کوروا خاندانوں کو کیا کبھی پھر کام کرنا پڑتا؟ اکیلے سود کے ذریعہ سرگوجا کے معیارات کے اعتبار سے انھیں آسودہ حال بنایا جا سکتا تھا۔ ایک عہدیدار نے پھبتی کسنے کے انداز میں کہا:

کسی بھی شخص کو رام داس سے پوچھنے کا خیال نہیں آیا کہ آخر اس کی واقعی ضرورت کیا تھی، اس کے کیا مسائل تھے یا ان کے سلجھانے میں اسے بھی شامل کرلیا جاتا۔ بلکہ اس کے بجائے اس کے نام پر انھوں نے ایک سڑک بنائی جس کی لاگت 17.44 لاکھ روپے تھی جس کا وہ استعمال نہیں کرتا۔ براہ کرم میرے پانی کے مسئلے کے بارے میں کچھ کیجئے جناب؛ رام داس کہتا ہے کیونکہ ہم میدان پار کرکے دوکلومیٹر کا سفر اس سڑک تک پہنچنے کے لئے کرتے ہیں جو کہیں نہیں لے جاتی۔

ماخذ: پی سائی ناتھ کی *Everybody loves a good Drought* ہندوستان کے غریب ترین اضلاع کی کہانیوں سے اقتباس۔

4.7 انسداد غربت پروگرام-ایک تنقیدی جائزہ

انسداد غربت کی کوششوں کا نتیجہ آزادی کے بعد سے پہلی بار اب نکلا، کچھ ریاستوں میں مطلق غریبوں کا فی صد قومی اوسط سے بھی کافی کم ہے۔ غربت، بھوک، ناقص تغذیہ، ناخواندگی اور بنیادی سہولتوں میں کمی دور کرنے کے لئے مختلف طرح کی طریقوں، پروگراموں اور اسکیموں کے باوجود ہندوستان کے بہت سے حصوں میں یہ اب بھی جاری ہے۔ اگرچہ انسداد غربت کے تئیں پالیسی کا ارتقاء پچھلی سات دہائیوں میں تدریجی انداز میں ہوا ہے، پھر بھی اس میں کوئی بنیادی اور انقلابی تبدیلی نہیں آئی۔ آپ پروگراموں کی مخصوص اصطلاحیں، تکمیل یا تبدیلیوں کا عمل دریافت کرسکتے ہیں۔ تاہم، ضرورتمندوں کے لئے اثاثوں کی ملکیت پیداواروں کے عمل اور بنیادی سہولیات کی بہتری میں کوئی بنیادی تبدیلی کا نتیجہ حاصل نہیں ہو پایا۔ ماہرین جب ان پروگراموں کا جائزہ لیتے ہیں تب ان سے متعلق تین ایسے اہم شعبوں کا بیان کرتے ہیں جو ان کے کامیاب نفاذ میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ زمین اور دیگر

شکل 4.7 روی چننے والے – روزگار سے متعلق منصوبہ بندی کی بدنظمی کے سبب لوگ نہایت کم اجرت والے جاب انجام دینے پر مجبور ہوتے ہیں۔

اثاثوں کی غیر مساوی تقسیم کے سبب انسداد غریبی پروگراموں کے سیدھے فوائد غیر مفلسوں نے ہڑپ لئے۔ غریبی کے حجم کے مقابل ان پروگراموں کے لئے مختص وسائل کی مقدار کافی نہیں ہے۔ مزید برآں، یہ پروگرام نافذ کرنے کے لیے بالخصوص حکومت اور بنک کے عہدیداروں پر منحصر ہیں۔ چونکہ ان عہدیداروں میں محرکات کی کمی ہے، وہ مناسب طور پر تربیت یافتہ نہیں ہیں، بدعنوانی کی طرف مائل ہیں اور مختلف مقامی اعلیٰ طبقوں کے دباؤ سے مجبور ہوتے ہیں، وسائل کو غیر مؤثر طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے اور ضائع کیا جاتا ہے۔ پروگرام کے نفاذ میں مقامی سطح کے اداروں کی شرکت بھی نہیں ہوئی ہے۔

حکومت کی پالیسیاں ان مصیبت زدہ لوگوں کی طرف خصوصی توجہ دینے میں ناکام رہی ہیں جو خط غریبی سے تھوڑا ہی اوپر اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ نمو کے لیے غریبی کم کرنا کافی نہیں ہے۔ غریبوں کی سرگرم شرکت کے بغیر کسی پروگرام کا کامیاب نفاذ ممکن نہیں ہے۔ غریبی کو صرف اسی وقت مؤثر طور پر ختم کیا جاسکتا ہے جب نمو یا افزائش کے عمل میں غریبوں کی سرگرم شمولیت کے ذریعہ نمو میں ان کی شرکت بھی شروع ہو۔ یہ سماجی حرکت پذیری، شرکت کے لئے غریب لوگوں کی حوصلہ افزائی کے عمل اور انھیں با اختیار بنانے کے ذریعہ ممکن ہے۔ اس سے روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں بھی مدد ملے گی جس سے آمدنی کی سطحوں میں اضافہ، ہنر میں ترقی اور صحت اور خواندگی کی سطحوں میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ مزید برآں غریبی میں مبتلا علاقوں کو شناخت کرنا اور بنیادی ڈھانچوں جیسے اسکول، سڑک، بجلی، ٹیلی کام، انفارمیشن ٹکنالوجی خدمات، تربیتی ادارے وغیرہ فراہم کرنا ضروری ہیں۔

4.8 اختتام (Conclusion)

ہم نے آزادی سے اب تک تقریباً سات دہائیوں تک کا سفر طے کیا ہے۔ ہماری تمام پالیسیوں کا مقصد مساوات اور سماجی انصاف کے ساتھ تیز اور متوازی معاشی ترقی کا فروغ بیان کیا گیا ہے۔ انسداد غربت کو پالیسی ساز ہمیشہ ایک خاص چیلنج سمجھتے آئے ہیں خواہ کوئی بھی حکومت اقتدار میں رہی ہو۔ ملک میں غریبوں کی مطلق تعداد میں کمی آئی ہے اور کچھ ریاستوں میں غریبوں کا اوسط قومی اوسط سے بھی کم ہے تاہم ناقدین بتاتے ہیں کہ حالاں کہ وسیع وسائل مختص اور خرچ کئے گئے ہیں، ہم اب بھی منزل مقصود سے بہت دور ہیں۔ فی کس آمدنی اور اوسط معیار زندگی میں اضافہ ہوا ہے۔ اور بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کی جانب کچھ پیش رفت ہوئی ہے لیکن بہت سے دوسرے ممالک نے جو ترقی کی ہے اس کو دیکھتے ہوئے ہماری کارکردگی موثر نہیں رہی ہے۔ اس کے علاوہ ترقی کے فائدے آبادی کے تمام حصوں تک نہیں پہنچے ہیں۔ حالاں کہ کچھ لوگ، معیشت کے کچھ حصے، ملک کے کچھ علاقے سماجی اور معاشی ترقی کے معاملے میں ترقی یافتہ ممالک سے بھی مقابلہ کر سکتے ہیں، تاہم ابھی تک دوسرے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو غربت وافلاس کے چکّر سے باہر نہیں نکل پائے ہیں۔

© NCERT
not to be republished

خلاصہ

- غریبی کو کم کرنا، ہندوستان کی ترقیاتی حکمت عملی کا ایک اہم مقصد رہا ہے۔
- فی کس صرفی اخراجات کی سطح، جو دیہی علاقوں میں 2,400 کیلوریوں اور شہری علاقوں میں 2,100 کیلوریوں کی فی کس یومیہ ضروریات ساتھ ہی ساتھ کم سے کم غیر غذائی اخراجات کی تکمیل کرتی ہے اسے خط غریبی یا مطلق غریبی کہا جاتا ہے۔
- جب غریبوں کی تعداد اور ان کے تناسب کا موازنہ کیا جاتا ہے تب ہمیں لوگوں کی غربت کی مختلف سطحوں اور ریاستوں اور وقت کے درمیان ان کی تقسیم کا پتہ چلتا ہے۔
- ہندوستان میں غریبوں کے تعداد اور کل آبادی میں ان کا تناسب بتدریج کم ہوا ہے۔ 1990 کی دہائی میں پہلی بار غریبوں کی مطلق تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔
- آمدنی اور اخراجات رخی انداز فکر غریبوں کے بہت سے دیگر اوصاف پر توجہ نہیں دی گئی۔ غریبوں کی اکثریت دیہی علاقوں میں رہتی ہے اور خود کو جز وقتی اور غیر ہنر مندانہ روزگار میں لگائے رکھتی ہے۔
- آمدنی اور اخراجات پر مبنی حکمت عملی میں غریبوں کے بہت سے دیگر اوصاف پر توجہ نہیں دی گئی ہے۔
- گزرے سالوں کے دوران ہندوستان میں غربت کو کم کرنے کے درج ذیل تین طریقے اپنائے جاتے رہے ہیں؛ نمو یا افزائش رخی پروگرام، مخصوص انسداد غربت پروگرام اور غریبوں کی کم سے کم ضرورتوں کی تکمیل۔
- حکومت کے اقدامات میں اب بھی اثاثوں کی ملکیت میں تبدیلی پیداوار کی عمل کاری اور غریبوں کے لئے بنیادی سہولیات مہیا کرانا باقی ہے۔

© NCERT not to be republished

مشقیں

1. کیلوری پر مبنی ضابطہ غریبی کی شناخت کے لیے کیوں کافی نہیں ہے؟
2. منریگا (MNREGA) کا کیا مطلب ہے؟

3. ہندوستان میں غریبی کے خاتمے کے لیے روزگار پیدا کرنے والے پروگرام کیوں اہم ہیں؟

4. آمدنی کمانے والے اثاثوں کی تخلیق کس طرح غریبی کے مسئلے سے نمٹتی ہے؟

5. حکومت کے ذریعہ اپنائے جانے والے تین سطحی انسداد غربت پروگرام ہندوستان میں غریبی کے خاتمے کے لیے کامیاب نہیں ہوتے ہیں۔ وضاحت کریں۔

6. حکومت ہند نے بزرگ لوگوں، غریبوں اور مفلس عورتوں کی مدد کے لئے کون سے پروگرام اپنائے ہیں؟

7. بے روزگاری اور غربت کے درمیان کیا کوئی رشتہ ہے؟ وضاحت کیجئے۔

8. مان لیجئے آپ ایک غریب فیملی۔متعلق ہیں اور آپ ایک چھوٹی دوکان کھولنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے حکومت سے مدد حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں۔ کس اسکیم کے تحت آپ مدد کے لئے درخواست دیں گے اور کیوں؟

9. دیہی اور شہری غریبی کے درمیان فرق واضح کیجئے۔ کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ غریبی دیہی علاقوں سے شہری علاقوں کو منتقل ہوتا ہے؟ اپنے جواب کے حق میں غریبی کے تناسب میں رجحانات کا استعمال کیجئے۔

10. فرض کیجئے کہ آپ کسی گاؤں کے باشندے ہیں، اپنے گاؤں میں غریبی کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے کچھ اقدامات کی تجویز پیش کیجئے۔

11. فرض کیجیے آپ کی شہری علاقے میں رہتے ہیں، آپ دیکھ سکتے ہیں کہ غریب لوگ سڑکوں، ریلوے اسٹیشنوں اور بس اڈوں کے پاس جھگی بستیوں میں رہتے ہیں۔ ان کے رہنے کے حالتوں میں بہتری لانے کی تدابیر تجویز کیجیے۔

مجوزہ اضافی سرگرمیاں

1. مختلف اشیاء کے اپنے یومیہ صرف کے بارے میں اپنے محلے کے 30 افراد سے ڈیٹا اکٹھا کیجئے۔ نسبتاً زیادہ بہتر اور بدتر کی بنیاد پر افراد کی درجہ بندی اضافی غربت کا درجہ حاصل کرنے کے لئے کیجئے۔

2. معلومات اکٹھا کیجئے اور مختلف اشیاء پر چار کم آمدنی والی فیملیوں کے ذریعہ روپیوں کی اصطلاح میں خرچ کی جانے والی رقم کی مقدار کے ساتھ درج ذیل جدول میں پر کیجئے۔ تحقیق کا تجزیہ کیجئے اور دریافت کیجئے کہ دیگر فیملیوں کے مقابلے کون سی فیملی نسبتاً زیادہ غریب ہے۔ اگر خط غریبی 500 روپے فی ماہ فی شخص کا اخراجات مقررہ ہے تب دریافت کیجئے کہ کون غریب ہے۔

© NCERT not to be republished

اشیاء	فیملی A	فیملی B	فیملی C	فیملی D
گیہوں/ چاول				
بناسپتی یا خوردنی تیل				
شکر				
بجلی				
گھی				
کپڑے				
گھر کا کرایہ				

.3 درج ذیل جدول فی صد کی اصطلاح میں ہندوستان اور دہلی کی پسماندہ بستی میں صرف کی مدوں پر اوسط ماہانہ اخراجات فی شخص کا اظہار کرتا ہے۔ دیہی علاقوں میں 25 فی صد پر چاول اور گیہوں کا مطلب یہ ہے کہ ہر خرچ کئے گئے 100 روپے کے لئے 25 روپے اکیلے چاول اور گیہوں کی خریداری پر جاتے ہیں۔

جدول کا مزید مطالعہ کریں اور درج ذیل سوالات کے جواب دیں۔

چیزیں	دیہی	شہری	دہلی کی پسماندہ بستیاں
چاول اور گیہوں	25.0	35.9	28.7
دالیں اور ان کے پروڈکٹ	5.7	6.1	9.9
دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء	17.4	14.1	10.3
سبزیاں اور پھل	15.1	12.7	19.6
گوشت، مچھلی اور انڈے	6.3	5.3	13.1
شکر	3.3	3.8	4.0
نمک اور مسالے	10.8	10.8	8.1
دیگر غذائی چیزیں	16.5	11.3	6.4
کل : کل غذا	**100**	**100**	**100**
کل مدوں کے فی صد کے طور پر غذائی مدوں کے اخراجات	62.9	72.2	72.8

- مختلف گروپوں اور ان کی ترجیحات میں غذائی مدوں پر اخراجات کے فی صد کا موازنہ کیجئے۔

- کیا آپ کے خیال میں پسماندہ بستیوں کے خاندان اناجوں اور دالوں پر زیادہ انحصار کرتے ہیں؟
- کس مد پر مختلف علاقوں میں رہنے والے لوگ کم خرچ کرتے ہیں۔ ان کا موازنہ کیجیے۔
- کیا آپ کے خیال میں پسماندہ بستی میں رہنے والے لوگوں نے گوشت، مچھلی اور انڈوں پر زیادہ زور دیا ہے۔

حوالہ جات

کتابیں/مضامین

ابھیجیت بنرجی، پی بردھان، آر سومانا تھن اور ٹی این سرینواسن، زولا۔ Poverty and Income distribution in India جگرناؤٹ، نئی دہلی

ڈانڈیکر، وی۔ ایم۔ اور نیلی کنٹھ رتھ 1971 - "Poverty in India" انڈین اسکول آف پولیٹکل اکانامی، پونے۔

ڈریز، جین، امرتیہ سین اور اختر حسین (اشاعت)۔ 1995- دی پولیٹکل اکانامی آف ہنگر، کلارینڈن پریس، آکسفورڈ۔

ایستھر ڈفلو اور اے وی بنرجی۔ 2019، Good Economics for Hard Times: Answers to our biggest problem جگرناؤٹ، نئی دہلی۔

نوروجی، دادابھائی 'Poverty and Un-British Rule in India 1996' پبلی کیشن دویزن، وزارت اطلاعات ونشریات، حکومت ہند، دوسری اشاعت، نئی دہلی۔

سائی ناتھ، پی 1995 'Everybody Loves a good Drought': ہندوستان کے غریب ترین اضلاع کی کہانیاں، پنگوئین بکس، نئی دہلی۔

سین، امرتیہ 1999 Poverty and Famines: An assay on Entitlement and Deprivation آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، نئی دہلی۔

سیرا منیم، ایس (ed) India's Development Experience: Selected Writings S.Gchan., 2001, آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، نئی دہلی۔

منہاس، بی۔ ایس۔ ایل۔ آر۔ جین اینڈ ایس۔ ڈی تینڈولکر 1991

Declining in Incidence of Poverty in the 1980s – Evidence versus Artefacts, Economic and Political Weekly جولائی 6 تا 13

حکومتی رپورٹیں:

Reported of the Expert-Group of the Estimation of Proportion and Nunber of poor Perspective مختلف سالوں پر مبنی ایکونامک سروے وزارت مالیات، حکومت ہند۔

دسواں پنچ سالہ منصوبہ 2002 تا 2007، جلد II، Sectoral Politics and Programmes، پلاننگ کمیشن، حکومت ہند، نئی دہلی۔

بارھواں پنچ سالہ منصوبہ (2012-17)، جلد III,II,I، سیج (Sage) پبلیکیشن پرائیویٹ لمیٹیڈ، نئی دہلی (ہندوستان گورنمنٹ کی پلاننگ کمیشن کے لیے)۔

اسٹیٹ آف انڈین ایگریکلچر، 2017، وزارت برائے زراعت اور کسانوں کی فلاح و بہبود، حکومت ہند، نئی دہلی۔

© NCERT not to be republished